نمازِ جنازہ کے اذکار بلند آواز سے پڑھنا سنت ہے یا آہستہ آواز سے؟ تفصیلی فتویٰ

دار الافتاء اہلسنت (دعوتِ اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر: Fsd-9110 تاریخ: 28-09-2024

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا نمازِ جنازہ کے اذکار بلند آواز سے پڑھنا احادیث سے ثابت ہے؟ اگر ثابت ہے، تو ہم کیوں نہیں پڑھتے؟ تطبیق کیا ہے؟ برائے مہربانی دلائل کے ساتھ جواب عطا فرما دیجیے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

احناف کے نزدیک نمازِ جنازہ میں ثنا، درودِ پاک اور دعا آہستہ آواز میں پڑھنا سنت ہے، بلند آواز سے پڑھنا خلافِ سنت ہے۔ چنانچہ صحاح ستہ کی معروف کتاب "سننِ نسائی" میں ہے کہ حضرت ابو امامہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں: "السنة فی الصلوة علی الجنازة ان يقرأفی التكبير الاولی....مخافتة ثم يكبر ثلثا والتسليم عند الآخرة" ترجمہ: نمازِ جنازہ میں سنت یہ ہے کہ پہلی تکبیر کہنے کے بعد آہستہ آواز سے اذکار پڑھے، پھر بقیہ تین تکبیریں کہنے کے بعد آخری تکبیر کے وقت سلام پھیر دے۔

(سنن نسائی، کتاب الجنائز، باب الدعاء، جلد1، صفحہ281، مطبوعہ لاھور)

بدائع الصنائع میں ہے: "ولا يجهر بما يقرأ عقيب كل تكبيرة لأنه ذكر، والسنة فيه

المخافتة“ ترجمہ: نمازِ جنازہ کی تمام تکبیرات کے بعد اَذکار میں جہر نہ کرے، کیونکہ نمازِ جنازہ ذکر ہے اور اس میں آہستہ پڑھنا سنت ہے۔ (بدائع الصنائع، جلد2، صفحہ53، مطبوعہ کوئٹہ)

نمازِ جنازہ، نمازِ مطلقہ نہیں کہ اس میں قراءت کی جائے یا اذکار جہراً پڑھے جائیں، بلکہ یہ حقیقتاً دعا ہے، مجازاً نماز ہے، یعنی طہارت، وضو اور استقبالِ قبلہ کے معاملے میں نماز کی طرح ہے، جیسا کہ اعلیٰ حضرت امامِ اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں: ”علماء تصریح فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ صلوۃ مطلقاً نہیں اور **تحقیق یہ کہ وہ دعائے مطلق و صلوۃ مطلقہ میں برزخ ہے**: ”کما اشار الیہ البخاری فی صحیحہ واطال فیہ“ **محمود عینی نے تصریح فرمائی کہ نماز جنازہ پر اطلاقِ صلوٰۃ مجاز ہے۔ صحیح بخاری میں ہے**: ”سماھا صلوۃ لیس فیھا رکوع ولا سجود“ (اس کا نام رکھا ایسی نماز جس میں رکوع و سجود نہیں)۔ **عمدۃ القاری میں ہے**: ”لکن التسمیۃ لیست بطریق الحقیقۃ ولا بطریق الاشتراک ولکن بطریق المجاز“ (لیکن تسمیہ بطور حقیقت نہیں، نہ بطور اشتراک، بلکہ بطریق مجاز ہے)۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد9، صفحہ363،362، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاہور)

اور دعا کی سنّت یہ ہے کہ آہستہ مانگی جائے، جیسا کہ الجوھرۃ النیّرۃ میں ہے: ”ولا ینبغی ان یجھر بشیء من ذلک لان من سنۃ الدعاء المخافتۃ“ ترجمہ: اور نمازِ جنازہ کی دعاؤں میں سے کسی کو جہراً پڑھنا مناسب نہیں، کیونکہ دعا کی سنت یہ ہے کہ آہستہ مانگی جائے۔

(الجوھرۃ النیرہ، کتاب الجنائز، جلد1، صفحہ130، مطبوعہ ملتان)

اسی کو امامِ اہل سنت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے بیان فرمایا۔

(فتاوی رضویہ، جلد7، صفحہ534، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاہور)

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ نمازِ جنازہ کے اذکار کو بلند آواز سے پڑھنے پر بھی روایات

موجود ہیں، تو جو روایات اس مسئلہ پر پیش کی جاتی ہیں، ان میں سے کوئی بھی حدیث نہ تو مرفوع ہے اور نہ ہی کسی سے صراحتاً ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلام **اذکارِ نمازِ جنازہ جہراً پڑھا کرتے تھے یا آپ** عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلام **نے جہراً پڑھنے کی تعلیم دی، بلکہ حضرت ابنِ عباس** رَضِیَ اللہ عَنْھُمَا **کا ذاتی عمل پیش کیا جاتا ہے** کہ آپ نے ایک موقع پر جہراً فاتحہ وغیرہ پڑھی، چنانچہ جو روایات پیش کی جاتی ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

(1)"عن طلحة بن عبد اللہ بن عوف، قال: صليت خلف ابن عباس رضی اللہ عنهما على جنازة فقرأ بفاتحة الكتاب قال: ليعلموا أنها سنة" یعنی حضرت طلحہ رَضِیَ اللہ تَعَالیٰ عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہ عَنْھُمَا کے پیچھے نمازِ جنازہ ادا کی، تو آپ نے اس میں سورۂ فاتحہ پڑھی، پھر فرمایا: میں نے یہ اس لیے پڑھی، **تاکہ لوگوں کو علم ہو جائے کہ یہ بھی طریقہ ہے۔** (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، جلد2، صفحہ89، مطبوعہ مصر)

جواب: مذکورہ بالا روایت کے الفاظ کو بغور پڑھ لیں، تو واضح ہو جائے گا کہ اس میں جہراً یعنی بلند آواز سے دعائیں وغیرہ پڑھنے کا کوئی ذکر موجود نہیں، لہٰذا اس حدیثِ پاک کو جہراً پڑھنے پر بطورِ دلیل پیش کرنا، ہرگز درست نہیں۔ (ہاں! نمازِ جنازہ میں فاتحہ پڑھنے کا ذکر ہے، اس کا تفصیلی جواب ذیل میں ذکر کیا جائے گا)۔ چنانچہ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے: "قوله: (ليعلموا أنها)... ليس في حديث ابن عباس صفة القراءة بالنسبة إلى الجهر والاسرار" یعنی: **حضرت ابنِ عباس** رَضِیَ اللہ تَعَالیٰ عَنْھُمَا **کی حدیث میں جہراً یا سرّاً پڑھنے کا کوئی ذکر موجود نہیں، (لہٰذا جہراً پڑھنے پر اس روایت کو دلیل بنانا درست نہیں)۔** (عمدۃ القاری، جلد8، صفحہ140، مطبوعہ بیروت)

(2) سنن کبریٰ وغیرہ کی روایت میں ہے: "عن سعيد بن أبي سعيد، قال: سمعت ابن عباس: يجهر بفاتحة الكتاب على الجنازة ويقول: إنما فعلت لتعلموا أنها سنة" یعنی حضرت ابنِ

عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھُمَا نے نمازِ جنازہ میں **سورۂ فاتحہ جہراً پڑھی**، پھر فرمایا کہ میں نے اس لیے جہراً پڑھی تاکہ لوگوں کو علم ہو جائے کہ فاتحہ پڑھنا سنت ہے۔

(السنن الکبریٰ، جلد4، صفحہ63، مطبوعہ بیروت)

جواب: مذکورہ بالا روایت میں حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھُمَا کے فاتحہ شریف کو جہراً پڑھنے کا ذکر ہے، لیکن اس کے چند جوابات ہیں:

(۱) آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھُمَا نے خاص اس موقع پر فاتحہ شریف کو جہراً پڑھا، یہ آپ کا معمول و معروف طریقہ نہیں تھا، اسی وجہ سے آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھُمَا نے ساتھ خود ہی اس کی وجہ بھی ارشاد فرمادی کہ میں نے آج جہراً اس لیے پڑھا، تاکہ لوگوں کو علم ہو جائے کہ نمازِ جنازہ میں (معروف دعاؤں کی جگہ بطورِ دعا و ثنا) فاتحہ بھی پڑھی جا سکتی ہے، یہ بھی ایک سنّت یعنی طریقہ ہے۔

(۲) صحابہ کرام عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان امت کے لیے مقتدیٰ اور قابلِ تقلید ہیں، ان حضرات کا لوگوں کو سکھانے کی غرض سے کبھی کبھار غیر منصوص مسئلہ میں عمومی طریقے کے خلاف کچھ کرنا درست ہے، بلکہ یہ بات نبی کریم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے بھی ثابت ہے کہ آپ بسا اوقات نمازِ ظہر میں دورانِ تلاوت کوئی آیت کچھ بلند آواز سے پڑھ دیتے تھے، تاکہ صحابہ کرام عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان کو معلوم ہو جائے کہ اس نماز میں کون سی سورت تلاوت کی گئی ہے، لیکن فی زمانہ ہمیں اس چیز کی اجازت نہیں کہ لوگوں کو سکھانے کی غرض سے نمازِ جنازہ یا کسی بھی نماز جس میں اذکار آہستہ پڑھنے کی تعلیم ہے، اس میں جہر کرنا شروع کر دیں۔ چنانچہ عمدۃ القاری میں ہے: ”قوله: (ليعلموا أنها)... وعند البيهقي... يجهر بفاتحة الكتاب في الصلاة على الجنازة، ويقول: إنما فعلت لتعلموا أنها سنة، فقد يستدل به على الجهر بها، وهو أحد الوجهين لأصحاب الشافعي فيما إذا كانت الصلاة عليها ليلا. قال شيخنا زين الدين: والصحيح أنه يسر بها ليلا أيضا وأما النهار فاتفقوا على أنه يسر فيه، قال: ويجاب عن الحديث بأنه أراد بذلك إعلامهم بما يقرأ ليتعلموا

ذلك،ولعله جهر ببعضها، كما صح في الحديث أن النبى صلى الله عليه وسلم كان يسمعهم الآية أحيانا في صلاة الظهر، وكان مراده ليعرفهم السورة التي كان يقرأ بها في الظهر "یعنی: امام بیہقی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ وغیرہ کی روایت میں جہر کا ذکر موجود ہے، جن سے کچھ لوگ اذکارِ نمازِ جنازہ کو جہراً پڑھنے پر استدلال کرتے ہیں، لیکن صحیح یہ ہے کہ اگر دن کے وقت نمازِ جنازہ ادا کی جائے، تو بالاتفاق اور رات کے وقت ادا کی جائے، تو صحیح قول کے مطابق اذکارِ نمازِ جنازہ سراً ہی پڑھے جائیں گے۔ **اور جو حضرت ابنِ عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی روایت میں ہے، تو وہاں دوسروں کی تعلیم مقصود تھی، جیسا کہ نبی کریم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام سے صحیح ثابت ہے کہ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام بعض اوقات نمازِ ظہر میں کسی آیت کو بلند آواز سے پڑھ دیتے تھے، تاکہ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان جان سکیں کہ کون سی سورت تلاوت فرمائی ہے۔** (عمدۃ القاری، جلد 8، صفحہ 140، مطبوعہ بیروت)

اذکارِ نمازِ جنازہ کو آہستہ پڑھنے میں اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں، جیسا کہ نخب الافکار میں ہے: "لا قراءة في صلاة الجنازة أصلًا، ولكن لو قرأ على وجه الثناء لا بأس بها...الثالث: فيه إسرار القراءة، قال ابن قدامة: ويسر القراءة والدعاء في صلاة الجنازة ولا نعلم بين أهل العلم فيه خلافًا، روى عن ابن عباس أنه جهر بفاتحة الكتاب، قال أحمد: إنما جهر ليعلمهم "یعنی: نمازِ جنازہ میں تلاوتِ قرآن نہیں ہے، ہاں دعا وثنا کی نیت سے فاتحہ پڑھی، تو کوئی حرج نہیں، **علامہ ابن قدامہ** عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ **فرماتے ہیں: نمازِ جنازہ میں اذکار آہستہ ہی پڑھے جائیں گے اور اس مسئلہ میں اہل علم کا کوئی اختلاف ہم نہیں جانتے،** امام احمد بن حنبل عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ فرماتے ہیں حضرت ابنِ عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے لوگوں کی تعلیم کے لیے جہراً پڑھا تھا۔

(نخب الأفكار، جلد 7، جلد 372، مطبوعہ وزارۃ الاوقاف، قطر)

(۳) حضرت ابنِ عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے اس ذاتی عمل اور اس فرمان: "أنها

سنۃ" سے نمازِ جنازہ میں تلاوتِ فاتحہ کا واجب وضروری ہونا یا اس میں جہر کا سنّتِ نبوی (عَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَ السَّلام) ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا، کیونکہ اگر نمازِ جنازہ کے اذکار بلند آواز سے پڑھنا، سنّتِ نبوی (عَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَ السَّلام) ہوتا، تو یہ سب صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو معلوم ہوتا، کیونکہ نبی کریم عَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَ السَّلام نے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی موجودگی میں بہت سے جنازے پڑھائے، لیکن کسی ایک بھی صحابی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ سے یہ بات صراحتاً اور مرفوعاً مروی نہیں کہ نبی کریم عَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَ السَّلام اذکارِ نمازِ جنازہ جہراً پڑھا کرتے تھے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے فرمان "أنها سنة" سے مراد سنّتِ نبوی (عَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَ السَّلام) نہیں ہے، جیسا کہ مرقاۃ المفاتیح میں ہے: "وليس هذا من قبيل قول الصحابي من السنة كذا فيكون في حكم المرفوع كما توهم ابن حجر فتدبر" **یعنی:** اور یہ (أنها سنة) "صحابی کا قول سنّت سے ہے" کے قبیل سے نہیں ہے کہ اس بنیاد پر کہا جائے کہ یہ مرفوع کے حکم میں ہے، جیسا کہ اس کے متعلق علامہ ابنِ حجر عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کو یہ وہم ہوا۔

(مرقاۃ المفاتیح، جلد 3، صفحہ 1197، مطبوعہ بیروت)

(۴) اگر نمازِ جنازہ میں جہراً اذکار پڑھنا سنّت ہوتا، تو صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان حضرت ابنِ عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے عمل پر حیرانی و تعجب کا اظہار کرتے ہوئے سوال نہ کرتے اور آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو وضاحت نہ دینی پڑتی، حالانکہ کئی روایات میں یہ بات مذکور ہے کہ مختلف صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے آپ کو روک کر تعجب کے ساتھ پوچھا کہ آج آپ نے یہ کیا کیا؟ تو آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے وضاحت فرمائی کہ آج اس لیے جہر کیا تاکہ لوگوں کو علم ہو جائے کہ (معروف دعاؤں کی جگہ بطورِ دعا وثنا) فاتحہ بھی پڑھی جا سکتی ہے، چنانچہ صحیح ابن حبان، صحیح ابن خزیمہ، مسند ابو یعلیٰ اور کئی کتبِ احادیث میں ہے، واللفظ للاوّل: "عن طلحة بن عبد الله بن عوف، قال:

صليت خلف ابن عباس على جنازة، فقرأ بفاتحة الكتاب، وجهر حتى أسمعنا، فلما انصرفت أخذت بيده، فسألته عن ذلك، فقال: سنة وحق "یعنی: حضرت طلحہ رَضِیَ اللہ عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابنِ عباس رَضِیَ اللہ عَنْہُمَا کے پیچھے نمازِ جنازہ ادا کی، تو آپ نے جہراً سورۂ فاتحہ پڑھی، یہاں تک کہ ہمیں اس کی آواز آئی، تو فارغ ہونے کے بعد میں نے آپ کو روک کر اس کی وجہ پوچھی، تو فرمایا کہ فاتحہ پڑھنا بھی ایک طریقہ ہے اور یہ بھی درست ہے۔

(صحیح ابن حبان، النوع الثامن، جلد 7، صفحہ 242، مطبوعہ بیروت)

بلکہ بعض روایات میں فاتحہ کے ساتھ سورت کو بھی جہراً پڑھنے کا ذکر ہے، چنانچہ مسند ابو یعلیٰ میں ہے: "فقرأ بفاتحة الكتاب وسورة وجهر حتى أسمعنا" یعنی آپ نے فاتحہ شریف اور اس کے ساتھ ایک سورت بھی جہراً پڑھی۔

(مسند ابو یعلیٰ، اول مسند ابن عباس، جلد 5، صفحہ 67، مطبوعہ دار المأمون، دمشق)

ثابت ہوا کہ نمازِ جنازہ میں جہراً اذکار پڑھنا سنّتِ نبوی (عَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَ السَّلام) نہیں تھا، بلکہ حضرت ابنِ عباس رَضِیَ اللہ عَنْہُمَا کا ذاتی عمل تھا، جو ایک خاص موقع پر خاص حکمت کے پیشِ نظر عمل میں لایا گیا، اگر سنّت ہوتا، تو صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں بھی معروف و مشہور ہوتا، کیونکہ یہ نبی کریم عَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَ السَّلام کا کوئی ایسا عمل نہیں تھا جو لوگوں سے پوشیدہ ہو۔

(۵) مسند ابو یعلیٰ وغیرہ کی روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ بھی پڑھی اور اس کے ساتھ مزید سورت بھی۔ اگر حضرت ابنِ عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے عمل سے سورہ فاتحہ ثابت ہوتی ہے، تو پھر سورت پڑھنا بھی ثابت ہوتا ہے، حالانکہ آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی روایت کو دلیل بنا کر سورۂ فاتحہ کی تلاوت کو لازم کہنے والے سورت ملانے کو لازم، بلکہ درست ہی نہیں سمجھتے۔ ثابت ہوا کہ نمازِ جنازہ میں حضرت ابنِ عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے سورۂ فاتحہ اور اس کے بعد سورت وغیرہ بطورِ تلاوت نہیں پڑھی تھی، بلکہ بطورِ دعا و ثنا پڑھی تھی، کیونکہ نمازِ جنازہ میں تلاوت کی نیت سے فاتحہ پڑھنا مشروع ہی

نہیں اور نہ ہی نبی کریم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلام سے ثابت ہے (تفصیلات کتبِ فقہ میں دیکھی جاسکتی ہیں)، چنانچہ عامہ کتبِ فقہ میں ہے، واللفظ لشرح مختصر الطحاوی: "روی عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ أنہ قال: لم یوقت لنا علی الجنازۃ قول ولا قراءۃ" یعنی حضرت **عبد اللہ بن مسعود** رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ نبی کریم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلام نے نمازِ جنازہ میں ہمارے لیے نہ تو کوئی خاص الفاظ لازم قرار دیئے اور نہ ہی تلاوتِ قرآن کو لازم فرمایا۔

(شرح مختصر للجصاص، جلد2، صفحہ214، مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ)

اور فتح القدیر، بحر الرائق وغیرہا کتبِ فقہ میں ہے، واللفظ للبحر: "لم تثبت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "ترجمہ: نمازِ جنازہ میں تلاوتِ قرآن نبی کریم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلام سے ثابت نہیں۔

(بحر الرائق، جلد2، صفحہ197، مطبوعہ دار الکتاب الاسلامی)

(3) اور ایک یہ روایت بطورِ دلیل پیش کی جاتی ہے: "عوف بن مالک، یقول: صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی جنازۃ، فحفظت من دعائہ وھو یقول: اللھم، اغفر لہ وارحمہ..." یعنی حضرت عوف بن مالک رَضِیَ اللہ عَنْہ فرماتے ہیں کہ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلام نے ایک جنازہ پر نماز پڑھی، **تو میں نے وہ دعا یاد کرلی**، دعا یہ ہے: اے اللہ! اسے بخش دے، اس پر رحم فرما..... الخ۔

(صحیح المسلم، جلد2، صفحہ662، مطبوعہ بیروت)

جواب: حضرت عوف بن مالک رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کی روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ نمازِ جنازہ میں بلند آواز سے اَذکار پڑھنا سنت ہے، بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہو گا کہ جس طرح بعض اوقات کوئی شخص آہستہ آواز سے پڑھ رہا ہوتا ہے، لیکن قریب کھڑے کچھ افراد کو آواز پہنچ جاتی ہے، ایسے ہی یہاں ہوا ہو گا۔

اور اگر سوال ہو کہ حضرت عوف بن مالک رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کے ان الفاظ "فحفظت من دعائہ" (یعنی میں نے یہ دعا یاد کرلی) کا کیا جواب ہے؟ تو اس کے متعلق شارحین فرماتے ہیں کہ **اس جملے کی یہ مراد**

نہیں کہ آپ نے حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلام کے جہراً پڑھنے کی وجہ سے دورانِ نماز سن کر یاد کرلی، بلکہ نماز کے بعد آپ رَضِیَ اللہ عَنْہ نے نبی کریم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلام سے یہ دعائیہ کلمات یاد کیے تھے۔

اور اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ نبی کریم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلام نے جہراً ہی دعا مانگی تھی، تو اس کا جواب وہی ہے جو پہلے عرض کیا گیا کہ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی تعلیم کے لیے نبی کریم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلام کبھی کبھار کچھ جہر بھی فرما دیا کرتے تھے، لیکن اس سے جہر کا سنّت ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ **چنانچہ جمہور کا متفقہ مؤقف بیان کرتے ہوئے** امام شرف الدین **نَوَوِی** رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 676ھ / 1277ء) **لکھتے ہیں:** ”قوله (صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم على جنازة فحفظت من دعائه إلى آخره) فيه إثبات الدعاء في صلاة الجنازة... وقد اتفق أصحابنا على أنه إن صلى عليها بالنهار أسر بالقراءة وإن صلى بالليل ففيه وجهان الصحيح الذي عليه الجمهور يسر والثاني يجهر وأما الدعاء فيسر به بلا خلاف وحينئذ يتأول هذا الحديث على أن قوله حفظت من دعائه أي علمنيه“ **ترجمہ:** اس روایت سے نمازِ جنازہ میں دعا پڑھنے کا ثبوت ہوتا ہے اور ہمارے اصحاب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر دن میں پڑھی جائے، تو سراً اذکار پڑھے جائیں اور اگر رات کو پڑھی جائے، تو اس میں دو اقوال ہیں **جن میں سے صحیح وہ ہے جس پر جمہور ہیں کہ اس میں بھی سری پڑھی جائے**، اور دوسرا قول ہے کہ جہری پڑھی جائے۔ البتہ جو دعا ہے، تو اسے بلا اختلاف سری پڑھا جائے۔ **اس صورت میں اس حدیث کی یہ تاویل کی جائے گی کہ: ”حفظت من دعائه“ (میں نے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلام سے یہ دعا یاد کرلی) یعنی آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلام نے نماز کے بعد مجھے سکھائی اور میں نے یاد کرلی۔**

(شرح النووی علی المسلم، جلد 7، صفحہ 30، مطبوعہ بیروت)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

23 ربیع الاول 1446ھ / 28 ستمبر 2024ء

نوٹ: دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جاسکتی ہے